اداریہ

نئی آمریت کی غداری

"میں آپ کو خبردار کرتا ہوں کہ آمریت واپس آ رہی ہے۔" ایڈورڈ شیورڈ نازے کا یہ مشہور جملہ جناب گورباچوف کی کابینہ سے ان کے استعفاء دینے کے فوراً بعد منظرِ عام پر آیا۔ لتھووینا کے دارالحکومت، ولنیس پر حالیہ پُر تشدّد فوجی حملے اور اس سے پہلے جارجیا، آذربائی جان اور تاجکستان میں اسی طرح کی کارروائیوں سے جناب گورباچوف آمرانہ رویّوں میں اسٹالن کے شانہ بشانہ کھڑے نظر آتے ہیں۔ فوج، کے جی بی اور بے پناہ صدارتی اختیارات کے مالک جناب گوربا چوف اس آمرانہ اقتدار کے حصّہ دار ہیں۔ امن کا نوبل انعام جیتنے والے جناب گوربا چوف اپنے امن دوست عوام کے لیے حیرت انگیز طور پر ایک ظالم شخصیت کا رُوپ دھار چکے ہیں۔

ملک اس وقت بہت بڑے بحران سے گزر رہا ہے۔ سوال یہ ہے کہ جناب گوربا چوف نے گلاس ناسٹ اور پراسٹرئیکا کی پالیسیوں کے ذریعے ملک کو کیا دیا؟ بھوک، ننگ اور گولیاں؟ ان کی اقتصادی اصلاحات، یونین معاہدہ اور قومیتی مسائل کا پروگرام، سب ملک میں واضح جمہوری تبدیلی لانے میں ناکام رہے ہیں۔ اس کے بجائے بڑھتے ہوئے انتشار سے نئی جنگجویانہ روش اور نئی کلّیت پسندی کی واپسی کے امکانات میں اضافہ ہوا ہے۔ اگرچہ کمیونزم کا نظریہ ماضی کا حصہ بن چکا ہے لیکن سوویٹ کمیونسٹ پارٹی اور جناب گوربا چوف کی قیادت اس بارے میں ابہام پیدا کردیتی ہے کہ آیا یہ پورے اخلاص کے ساتھ جمہوریت پر یقین رکھتے ہیں۔ یہ اعزاز بہرحال انہیں حاصل ہے کہ کمیونسٹ دنیا میں وہ پہلے فرد ہیں جنھوں نے ایک جمہوری معاشرے کی تخلیق کے لیے جستجو کی۔ لیکن سخت گیر کمیونسٹوں کے ساتھ ان کے موجودہ اشتراکِ عمل نے جمہوریت کے رستے کو مزید دشوار بنا دیا ہے۔ تاہم انہیں جان لینا چاہیے کہ وہ سخت سے سخت

اقدامات ہی کیوں نہ کریں وہ گزرے ہوئے وقت کو واپس نہیں لاسکتے۔ آخر کس بھرتے پر انہیں یقین ہے کہ وہ اقتدار پر براجمان رہیں گے؟ شاید بندوق اور روسی جنگجویانہ وطن پرستی کی بنا پر، لتھووینا جس کی بیّن مثال ہے۔ اسی طرح غیر روسی اقوام کی تکلیفیں ناقابلِ معافی ہیں۔

مایوسی کے عالم میں جناب گوربا چوف نے جو طرزِ عمل اختیار کیا ہے، اس میں مغرب اور امریکہ کا کچھ کم ہاتھ نہیں ہے۔ جب انہوں نے آذربائی جان کے آزادی پسند عوام کو کچلنے کے لیے ٹینک بھیجے تو مغربی طاقتوں نے یہ بات ذہن میں رکھتے ہوئے ان کی غیر مشروط حمایت کی کہ وہ اس کے باوجود جناب گوربا چوف کے ساتھ "معاملات جاری رکھ سکتی ہیں۔" مسز تھیچر اس امید کے ساتھ جناب گوربا چوف کے اقدام کی حمایت کرتی تھیں کہ اُن کی طرف سے "بازار کی معیشت" متعارف کرنے سے مغربی کاروبار میں توسیع ہوگی۔ یقیناً بیمار سوویٹ معیشت کو مغربی امداد کی ضرورت ہے۔ جس کا جناب بُش نے متعدّد بار وعدہ بھی کیا ہے۔ یہ امداد فی الحال محض زبانی کلامی ہے۔ جناب بُش خلیج میں سوویٹ حمایت سے اپنے مقاصد حاصل کرگئے مگر سوویت عوام مغربی امداد سے، جس کے جناب گوربا چوف بہت ہی آرزو مند ہیں، ابھی تک کوئی فائدہ نہیں اٹھاسکے۔

ملک میں مرکز اور جمہوریتوں کے درمیان اختلافات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس کے نتیجے میں جناب گوربا چوف کا حاکمانہ کنٹرول کمزور ہو رہا ہے۔ کریملن کے لیے اب صرف ایک ہی متبادل صورت باقی رہ گئی ہے کہ ملک پر مرکز سے حکومت کی جائے۔ اور خود مختاری، آزادی حتّیٰ کہ جمہوری روایات اپنانے کو خارج از بحث قرار دے دیا جائے۔ اگر یہ صورت اختیار کی جاتی ہے تو پراسٹرئیکا کو اس کے لیے بھاری قیمت ادا کرنا پڑے گی۔ انتشار کے نتیجے میں ملک کے اتحاد کو سخت نقصان پہنچے گا۔ جمہوریت کی جانب رواں ملک کو محض صدارتی احکامات کے ذریعے نہیں چلایا جاسکتا۔ قانون ساز ادارے کو تمام شہریوں کے لیے ایک ایسا نظام تشکیل دینا ہوگا جو قانون کا پابند ہو۔

۴..................اشتراکی دنیا کے مسلمان، ستمبر - اکتوبر ۱۹۹۱ء